WWW.PAKSOCIETY.COM

ناولٹ

فوزیہ احسان رانا

لمحوں نے خطا کی تھی

''بابا...... ہماری کوئی آنٹی یا ماموں نہیں تھا۔'' صبا نے جھجک کر پوچھا۔ ''بس ایک ماموں تھا تمہارا۔'' وہ دور خلاؤں میں کہیں کھویا ہوا تھا۔ ''تھا...... سے کیا مطلب'' صبا نے ڈرتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا کہیں فاخرہ نہ آ جائیں۔ اس خیال سے وہ......

اُس دوشیزہ کی کتھا، جس کی ایک لمحے کی خطا نے اُس کی ساری زندگی کو مجسم خطا بنا ڈالا تھا **دوسری کڑی**

''ہیلو باربی ڈول کیسی ہو'' امن کالج گیٹ سے ابھی اندر داخل ہوئی تھی عروہ کو کل سے بخار تھا۔ اس لیے وہ آج کالج نہیں آئی تھی۔ امن کو فرقان اپنی بائیک پر چھوڑ کر گیا تھا۔

''ہیلو کیسی ہو'' امن کو کسی لڑکے کی آواز بالکل قریب سے سنائی دی تھی۔ یہ آواز پہلے بھی جب اُبھری تو اس کو شبہ ہوا مگر اب پھر...... امن نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں کسی انجانی لڑکی کو کھوجا مگر ارد گرد کوئی نہیں تھی تو پھر کس کو مخاطب کیا۔ وہ اُلجھی۔

''میں تم سے ہی مخاطب ہوں گڑیا'' اُس اجنبی نے امن کی حیرانی بھانپ لی تھی جبھی چند فرلانگ کا فاصلہ مٹا کر وہ امن کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ بوکھلا کر رہ گئی، ایک تو اکیلی تھی، دوسرا انجانے یہ کون تھا اور کہاں سے وارد ہوا تھا۔ مارے گھبراہٹ کے امن کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگنے لگیں، اُس کے قدموں میں تیزی در آئی دل دھڑ دھڑ کر رہا تھا۔

''اُس دن تم نے بہت اچھا ڈانس کیا۔'' شاید وہ تعریف کر رہا تھا مگر امن کو لگا جیسے کسی نے لوہے کی دہکتی کیل اُس کے بدن میں چبھو دی ہو۔ وہ اُس کی بے تکلفی پر گنگ، بے ترتیب سانسوں کو سنبھالتی تقریباً بھاگنے لگی۔ وہ بھی امن کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ مسلسل امن کو کنفیوژ کر رہا تھا۔ امن نے اپنی فائل پر گرفت مضبوط کی اور لڑکھڑاتے قدموں کو سختی سے جمایا۔

''میں تو بے حد متاثر ہوا' کیا ماہر رقاصہ کی طرح ناچی ہو، قدم اور بدن یوں تھرک رہے تھے کہ میں تو عش عش کر اُٹھا۔'' وہ جو کوئی بھی تھا بہت ڈھیٹ اور چپکو تھا اُس کے الفاظ نے امن کے تن بدن میں آگ لگا کر رکھ دی تھی۔ تمسخرانہ لب ولہجہ لگا تھا اُسے۔ اے کاش عروہ ساتھ ہوتی، آج تو ضویا بھی نظر نہیں آ رہی تھی امن اُس کی گہری نگاہوں سے اُس کے تابڑ توڑ سوالوں سے حواس کھو رہی تھی۔ اس سمے تنہا ہونے کا احساس اُسے سراسیمہ کر گیا۔

''میرا نام سجاد بلوچ ہے۔ میں نایاب لودھی کا کزن ہوں۔'' وہ اب امن سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر امن سے ہم کلام اپنا تعارف کروا رہا تھا۔

''میری بلا سے۔'' وہ زیر لب بڑبڑائی۔

''مجھ سے کچھ کہا میم۔'' یعنی کہ حد ہے بے شرمی اور ڈھٹائی کی، جان نہ پہچان، امن نے ناگواری اور

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM



PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

برہمی سے اُسے دیکھا امن کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کی طبیعت صاف کر ڈالے مگر اکیلی......

سجاد نے اُس کی بے زاری کو ٹھٹھک کر دیکھا امن کا چہرہ غصے سے بھاپ چھوڑ رہا تھا۔ نخوت و بے رخی عیاں تھی مگر اُس کے ہاتھوں کی لرزش، تھرتھراتے ہونٹ کچھ بھی سجاد سے چھپا ہوا نہیں تھا۔ وہ ہنسی تمسخر اُڑاتی ہنسی، کسی کی مجبوری سے لطف اندوز ہونے والی ہنسی ہنستا رہا...... تادیر۔

''اوکے عروہ رحمان چلتا ہوں۔'' وہ سرمستی کے عالم میں جھومتا، شوخی سے کہتا واپس پلٹ گیا اور امن حواس باختہ سی اُسے جاتا دیکھتی رہی اُس کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں لرزنے لگیں۔ وہ چھوٹے موٹے جھوٹ بول لیتی تھی چھوٹے چھوٹے دھوکے وہ اپنی مما کو دیتی رہتی تھی مگر کسی لڑکے سے ٹکرانا پہلا موقع تھا۔ اُس کے حقیقتاً ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے تھے۔ اس ساری غیر متوقع صورتِ حال کی وجہ سے اُس کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا رہا تھا۔

''کون تھا یہ۔'' تبھی نیہا ت ضمیر کہیں سے نکل کر سامنے آ گیا۔ امن پہلے ہی تپی ہوئی تھی۔

''کون۔'' اُس نے الٹا سوال داغ دیا۔ امن محض دانت کچکچا کر رہ گئی۔

''وہ'' نیہا ت نے ابرو کی جنبش سے ذرا سا ابرو اچکا کر گیٹ کی طرف اشارہ کیا تو امن کا دل اُچھل کر حلق میں دھک دھک کرنے لگا۔ وہ جاتے ہوئے واپس پلٹا، ہوا میں ہاتھ بلند کر کے پُرجوش انداز میں ہاتھ ہلا کر ''بائے'' کیا اور گیٹ پار غائب ہو گیا۔

''کون تھا بتاؤ۔'' نیہا ت نے اپنے الفاظ دہرائے۔

''او ہو' مجھے نہیں پتا۔'' امن نے آنکھیں بند کر کے سانس اندر کھینچی پھر سانس خارج کر کے تن من کرتی پاؤں پٹختی جارحانہ انداز میں گھورتی کالج عمارت میں گم ہو گئی۔

☆......☆......☆

رات کا دوسرا پہر شروع ہو چکا تھا ہر طرف ہُو کا عالم تھا۔ سناٹے اور تاریکی کا راج تھا، امن کی آنکھوں سے نیند ہاتھ چھڑا کر (دھیمی سی سلگتی سی آنچ دے کر) بھاگ نکلی تھی۔ وہ بے چینی سے کروٹیں بدل رہی تھی۔ دو گہری سیاہ آنکھیں امن کے سراپے سے گویا چپک کر رہ گئی تھیں۔ دل عجیب سی لے پر کر دھڑک دھڑک کر شور بپا کیے بیٹھا تھا۔ امن اپنی کیفیت سے دہل گئی۔

''وہ کون تھا؟'' امن کے ذہن میں سوال اٹھا۔

''مجھے کیسے جانتا تھا'' ایک اور سوال دماغ میں گردش کرنے لگا۔

''مگر وہ تو مجھے عروہ رحمان کے نام سے پکار رہا تھا'' اس کا ذہن اُلجھتا جا رہا تھا۔ بہت سارے سوال اپنا جواب پانے کے لیے مچل رہے تھے کلبلاتے گردش کر رہے تھے۔

''کیا وہ مجھے عروہ سمجھ رہا ہے'' عجیب سی اُلجھی سی گتھی تھی، اُس کا دل سکڑ رہا تھا پھر پھیلتا سکڑ جاتا۔ بے قراری جب حد سے سوا ہوئی، امن اُٹھ بیٹھی۔ اپنے اطراف بچھی چارپائیوں پر نگاہ گئی، سب لوگ پُرسکون نیند سو رہے تھے۔ سب لوگ چھت پر تھے۔

امن کو اپنے اندر حبس اور گھٹن محسوس ہوئی، امن نے اپنی جلتی آنکھوں کو بند کیا تو تپش اور جلن نے گویا آنکھوں کو انگارہ بنا ڈالا تھا۔ وہ دم سادھے بیٹھی رہی پھر بے بسی سے دوبارہ لیٹ گئی۔ بدن کروٹوں کی وجہ سے دکھ رہا تھا۔ مگر نیند آنکھوں پر مہربان ہی نہیں ہو رہی تھی۔

''وہ کون تھا۔'' امن نے آسمان پر ٹمٹماتے ستاروں کو دیکھا۔ سوچیں امن کو اپنے ساتھ بھگائے لیے جا رہی تھیں۔ بے تابی، تجسس، خوف سب مل کر اُسے کھینچ رہے تھے کبھی دلِ پاگل ہو کر خمار بھری انگڑائی لیتا ہاتھ پکڑ کر خوابوں کے نگڑ میں اُڑانے لگتا مگر اگلے ہی پل کا وہ ٹھٹھر کر سہم جاتی۔ کوئی نادیدہ ڈر خوف اُسے روکنے لگتا۔ سب خوابوں پر غالب آنے لگتا...... مگر رکتا کون ہے؟ دل کے آگے ٹھہرنا اتنا آسان کہاں ہوتا ہے، عشق کی راہیں دشوار سہی، عشق جتنا بھی مہنگا پڑے دل اُسی راہ گامزن ہونے کے لیے مچلتا بھی بہت ہے۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

'سجاد بلوچ' امن کے لبوں نے اُس 'ہینڈسم' کا نام چھوا، اک ٹھنڈک سی من میں اُترتی چلی گئی۔ تاریکی کے سینے سے چاندنی نمودار ہو کر اپنی سفیدی اُجالنے لگی، سیاہ بالوں سے چاند بھی نکل آیا، رات روشن ہو گئی۔ تاحد نظر چاند اور تارے آسمان کے بدن پر جگمگانے لگے۔ امن نے مبہوت ہو کر پوری محویت سے اِس منظر کی فسوں خیزی دیکھی۔ دیکھتی رہی مگر یہ بھی لحاتی کیفیت ثابت ہوئی، اُس کی ذہنی رو پھر 'اُسی' کی طرف بھٹک گئی۔ وہ اُسے سرے سے سوچنا ہی نہیں چاہ رہی تھی مگر جہاں بے بسی کی انتہا ہو، جب خود پر اپنا اختیار نہ رہے، وہاں جھنجلاہٹ طاری ہو کر انسان کو بے دم کر دیتی ہے۔ محبت اپنے پنجوں میں دبوچ لیتی ہے۔ مات دینے پر تل جاتی ہے۔ ہار مان لینے پر اُکساتی ہے۔

''اُف میرے خدایا'' وہ اُکتا کر پھر اُٹھ بیٹھی دل اور ذہن میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ ذہن سوچوں کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ حالانکہ امن باتوں کو گہرائی اور گیرائی سے جانچنے کی عادی تو تھی بھی نہیں۔ ساری رات ایسی ہی تھی، بے سکون، بے چین، مضطرب۔

☆......☆......☆

''مجھے دہی کھانا ہے'' ہنزہ نے کہا تو لبنیٰ نے جھٹ پیالے میں دہی نکالا، چھینی ملائی اور پیالا ہنزلہ کے سامنے رکھا اور خود اُسے دہی کھلانے لگی۔ وہ بہت تعاون کرنے والا، بات کو سمجھ جانے والا بچہ تھا۔ پنجم میں تھا جبکہ حذیفہ ساتویں میں تھا۔ سونے کا بے حد شوقین ،شرارتی بھی بہت تھا۔

''میں ذرا حذیفہ کو دیکھ لوں، مجال ہے ذرا جلدی اُٹھ جائے۔ عین وقت پر اُٹھانا پڑتا ہے۔'' لبنیٰ اُٹھی اور حذیفہ کو جگانے چلی گئی۔

''اُٹھو بیٹا اسکول سے دیر ہو رہی ہے۔'' لبنیٰ نے اُسے پیار سے جگایا حذیفہ نے کسلمندی سے کروٹ بدل لی۔

''اُٹھو میری جان۔'' وہ لوگ چھت پر سوتے تھے مگر بچے صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد کمرے میں پنکھا چلا کر سو جاتے تھے۔ لبنیٰ بچوں کی تربیت کے لیے سختی کرتی تھی مگر زیادہ نہیں۔ بس اتنی ہی جتنی ضرورت تھی، سمجھاتی بھی تھی اونچ نیچ۔

حذیفہ اُٹھ کر واش روم میں چلا گیا تو لبنیٰ نے دیکھا امن ابھی تک بے سدھ سو رہی تھی۔ لبنیٰ کو تشویش ہوئی وہ تو سمجھ رہی تھی کہ شاید امن اپنے کمرے میں کالج کے لیے تیار ہو رہی ہے۔

''امن بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔'' لبنیٰ نے آگے بڑھ کر امن کی پیشانی پر ہاتھ رکھا، امن نے آنکھیں کھولیں اُس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں رات جگنے سے۔

''تم اُٹھی ہی نہیں بیٹا' کیا بات ہے' ہر ماں کا دل ایسا ہی ہوتا ہے پل میں پریشان ہونا۔

''بس مما رات ٹھیک سے سو نہیں پائی، اس لیے سر میں درد ہے۔''

''دبا دوں بیٹا۔''

''نہیں تو مما، ٹھیک ہو جائے گا'' وہ اُٹھ بیٹھی اور لبنیٰ کا چہرہ دیکھنے لگی۔ بے لوث محبت کرنے والی اندھا دھند محبت بغیر صلے اور ستائش کے، بے ریا محبت'

''مما......'' امن نے بے خیالی سے پکارا۔

''جی بیٹا بولو۔'' لبنیٰ نے محبت پاش نگاہوں سے دیکھا۔

''آپ شادی سے پہلے نوکری کرتی تھیں نا؟''

''جی بیٹا۔''

''پھر چھوڑی کیوں۔''

''بس بیٹا تمہارے بابا کو خواتین کا نوکری کرنا پسند نہیں تھا اور مجھے بھی یہی مناسب لگا کہ مجھے نوکری چھوڑ دینی چاہیے، تا کہ میں گھر میں رہ کر اپنے بچوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کر سکوں۔ اچھا اُٹھو کالج کی تیاری کرو باقی باتیں ناشتے کی ٹیبل پر۔''

امن اُٹھی اور تیار ہونے چلی گئی اور جب وہ ناشتے کی ٹیبل پر آئی تو دیکھا اب لبنیٰ حذیفہ کی ناز برداریوں میں مگن تھی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''مما کیا فاخرہ آنٹی کو بھی نوکری چھوڑ دینی چاہیے تھی'' نجانے آج امن کیا جاننا چاہ رہی تھی۔

''بیٹا اُس کی مجبوری تھی کمانا، اپنی اولاد کو پالنا' اُس نے اپنی جوانی کی ساری توانائیاں اپنی فیملی پر لگا دیں۔ خدا اُس کی اولاد کو نیک بنائے ۔ماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔'' لبنیٰ کھوئے ہوئے لہجے میں بولی تو اُس کی آنکھوں میں نمی سی در آئی تھی۔

''مما بابا اور تایا رحمان آنٹی فاخرہ کو بُرا کیوں سمجھتے ہیں۔ کیا وہ بُری عورت ہیں۔'' امن نے بریڈ پر جیم لگا کر کھاتے ہوئے پوچھا تو لبنیٰ کے دل کو کچھ ہوا۔

''نہیں بیٹا فاخرہ بہت اچھی ہے۔ مجھ سے اور عائشہ بھابی سے بھی زیادہ اچھی۔ باہمت قابل فخر۔ جس نے نوکری بھی کی گھر بھی سنبھالا، بچوں کو بھی پالا بہت مشقت اٹھائی اُس نے''

''ہمیں اُس سے ملنے کی اجازت کیوں نہیں ہے پھر، وہ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے جیسے عائشہ تائی آتی ہیں۔ اُن کے بچے آتے ہیں۔'' لبنیٰ نے ٹھٹھک کر امن کو دیکھا۔ اب وہ کیا جواب دے۔ اُس دن ساری گفتگو امن اور عروہ کے سامنے ہی تو ہوئی تھی۔ سارے بچے صرف اتنا جانتے تھے کہ تایا کی فیملی کا بائیکاٹ اس وجہ سے ہے کہ اُن کی بیوی بدکردار عورت ہیں۔ رحمان نے بتایا تھا سب کو۔

''امن اُٹھو تم لیٹ ہوگئی ہو، ابھی مجھے ہنزلہ، حذیفہ کو اسکول چھوڑنے بھی جانا ہے۔'' لبنیٰ نے ٹالا تھا اُسے وہ ٹل بھی گئی...... مگر کب تک...... پتا نہیں۔

☆......☆......☆

لبنیٰ نے چادر اوڑھی اور دروازہ لاک کر کے باہر نکلی۔ آج پیرنٹس میٹنگ تھی اسکول میں۔ وہ بچوں کو ساتھ لے کر ابھی چند قدم ہی بڑھی تھی کہ پیچھے سے عائشہ کی آواز پر لبنیٰ پلٹی۔ لبنیٰ بدمزا سی ہوکر رہ گئی، قدم سست پڑگئے۔

''کیسی ہو لبنیٰ۔'' بھلا صبح صبح ہی گلی میں نکلنے کی کوئی تک بنتی ہے کیا۔

''جی ٹھیک ہوں۔'' لبنیٰ نے وہیں رک کر کہا۔ وہ لبی گفتگو کے موڈ میں نہیں تھی، پہلے ہی لیٹ ہوگئی تھی وہ بات سے بات نکال لیتی تھی اور لبنیٰ کو لایعنی بے مقصد باتیں بُری لگتی تھیں۔

''رکو تو'' وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی اُس کے ساتھ ہولی۔

''آپ کہاں عائشہ بھابی'' نے اپنی ناگواری کو بمشکل دبا کر کہا۔

''ضرور سو رہی ہے احتشام اور ریان اسکول گئے اکیلی بور ہو رہی ہو چلو تمہارے ساتھ چلتی ہوں'' لبنیٰ چپ چاپ چل پڑی۔

''ارے لبنیٰ وہ دیکھو۔'' لبنیٰ حذیفہ اور ہنزلہ کے ساتھ چل رہی تھی تبھی عائشہ بھابی نے اُسے ٹہوکا دے کر اُس کی توجہ کسی طرف دلائی۔ لبنیٰ اپنے دھیان سے چونکی اور عائشہ بھابی کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ دو نوعمر سے لڑکے بائیک روکے کھڑے تھے آتے جاتے لوگوں کو گھور رہے تھے۔

''تو کیا بھابی......!'' لبنیٰ نے ناسمجھی سے عائشہ بھابی کو دیکھا۔

''آخر ایسی بھی کیا بات ہے۔ بازار ہے اور لوگ تو ہوتے ہی ہیں، بھانت بھانت کے لوگ اُس میں اچنبھے کی کیا بات ہے۔''

''یہ ضرور کسی لڑکی کے لیے ہی کھڑے ہیں۔'' عائشہ بھابی نے رازدارانہ انداز میں ذرا جھک کر لبنیٰ سے کہا۔ لبنیٰ نے تاسف سے سر جھٹکا مگر بولی کچھ نہیں۔

تبھی ایک عجیب بات ہوئی، بالکل اچانک سامنے سے بشیراں کے ساتھ صبا نکلی تھی اور ہوا کے جھونکے کی اُن کے پاس سے گزر گئی تھی۔ چند لحوں کے لیے تو وہ دونوں ہی ششدر سی رہ گئیں۔

''یہ صبا تھی نا۔'' کافی دیر بعد عائشہ کی آواز نکلی۔

''اتنی خوبصورت! کیسی اٹھان ہے بالکل اپنی ماں جیسی'' عائشہ مبہوت سی ہوکر رہ گئی تھیں۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ جہاں کہاں...... اوہ اچھا اب سمجھ آیا" اُس نے چٹکی بجائی اور اُن بائیک والے لڑکوں کی طرف اشارہ کیا جیسے کڑی سے کڑی ملانے میں کامیاب ہوگئی ہو۔

"بھابی خدا کا خوف کریں، اتنی چھوٹی سی ہے وہ" صدمے سے لبنیٰ کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"مانو نہ مانو، یہ لڑکے اسی کے لیے ہی کھڑے تھے۔" وہ وثوق سے بولی۔

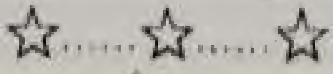
"پلیز بھابی بس کردیں، معصوم سی ہے وہ ابھی، ہماری بھی تو بیٹیاں ہیں ایسے مت کہیں۔ اچھے گمان رکھنے چاہیے ہمیں۔ وہ بھی تو ہمارے ہی خاندان کا حصہ ہے۔" کہہ کر رکی نہیں پیچھے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا مگر اُس کے دل پر منوں بوجھ آن پڑا تھا۔

آج کل شہر میں بچوں کے اغوا کی وارداتیں ہورہی تھیں۔ نجانے کون لوگ تھے جو بے رحمی اور سفاکی سے ماؤں کے کلیجوں میں آگ لگا رہے تھے۔ آج کی مدر میٹنگ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

بچوں کے ساتھ ساتھ شہر سے کچھ عورتوں کو بھی اغوا کیا گیا تھا۔ اغوا کرنے والوں کا تا حال کچھ پتا نہیں چل سکا تھا۔ مختلف جگہوں سے ہراساں وخوفزدہ کرنے والی خبریں آرہی تھیں۔ شہر میں ہراس پھیلا ہوا تھا۔ اسکولوں کے اساتذہ اپنی جگہ اس ساری صورتحال سے پریشان تھے اسی لیے بچوں کی ماؤں کو بلوا کر بچوں پر کڑی نظر رکھنے کی تاکید کی تھی کہ بچوں کو اکیلے اسکول نہ بھیجیں۔ اس سلسلے میں رکشے والوں پر بھی بھروسہ نہ کریں۔ پوری ذمہ داری کے ساتھ بچوں کو اسکول چھوڑ کر واپس لے کر جائیں۔

"اپنی اولاد کی جان سے بڑھ کر کچھ بھی اہم اور قیمتی نہیں ہوتا۔" پرنسپل کی آواز گونج رہی تھی سب خواتین ہمہ تن گوش ہوکر سن رہی تھیں۔

"اسکول کے اندر بچوں کی نگہداشت اور اُس پر نظر رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ہم اپنی ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھائیں گے۔ اپنے فرض کی تکمیل میں قطعی کوئی کوتاہی نہیں کریں گے مگر اسکول کے باہر ہماری کوئی ذمہ داری نہیں۔" لبنیٰ کے اوسان خطا ہونے لگے۔ دل پتے کی مانند لرزنے لگا۔ سانس خشک ہورہی تھی۔ دل میں وہم اور وسوسے جمع ہورہے تھے۔



امن کا بے چین دل کچھ سنبھل سا پایا گیا تھا کہ وہ اُس سے ٹکرا گیا۔ اُس سے امن کی دوسری مڈبھیڑ کافی دن بعد ہوئی تھی۔ امن عروہ کے ساتھ کالج جانے کے لیے گھر سے نکلی تھی مگر حاجی صاحب کے گھر کے سامنے اُسے کھڑا دیکھ کر امن کی سانسیں بے ربط ہونے لگیں۔ بلاشبہ وہ وہی تھا مگر ان کی گلی کے نکڑ پر وہ بلیک پینٹ پر سفید بنیان پہنے گلے میں تولیہ لٹکائے لاپرواانداز میں کھڑا تھا۔

امن ٹکٹکی باندھے اُسے دیکھے گئی۔ وہ متوجہ نہیں تھا ذرا سا رخ موڑے کھڑا تھا۔ امن کی نظر اُس کی قامت کو سراہ رہی تھی۔ بلاشبہ اُس کا دراز سراپا نظر انداز کیے جانے کے قابل تو قطعی نہیں تھا۔ وہ پلٹا اور ان دونوں کو یوں دیکھا جیسے اچانک اُن دونوں لڑکیوں پر نظر پڑی ہو پھر محویت سے اپنی طرف دیکھتی امن کو دیکھا...... نگاہ ٹھہر گئی شناسائی کی ہلکی سی رمق آنکھوں میں جھلملائی، پھر دلجمعی سے گھورنے لگا۔ آنکھوں کے زاویے اور ہی ہوگئے۔ اب امن سٹپٹا کر خجل سی ہوئی اور نظریں دائیں بائیں گھمانے لگی۔ اُس کے پاس سے گزرتے ہوئے امن کے قدم واضح طور پر ڈگمگائے۔

"عروہ یہ کون ہے؟" امن نے پوچھا۔

"مجھے کیا پتا، پہلی بار دیکھا ویسے مزے کا ہے۔" عروہ نے یوں چٹخارہ بھرا جیسے وہ کوئی کھانے والی چیز ہو۔

"ہاں ہے تو مگر یہ حاجی صاحب کے گھر کیسے، کون...... ہوسکتا ہے، کوئی مہمان۔" خود ہی قیاس آرائی کی۔

امن چور نظروں سے پلٹ پلٹ کر دیکھتی رہی، دل خوش گواری سے دھڑک رہا تھا۔

"کیا مجھے بتا دینا چاہیے عروہ کو کہ یہ مجھے پہلے کالج

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

میں بھی مل چکا ہے، بلکہ سوال جواب بھی......'

'مگر اُس نے مجھے عروہ رحمان سمجھ کر پکارا تھا۔ کیا وہ عروہ کو جانتا ہے مگر عروہ تو اُسے نہیں جانتی، ورنہ آج وہ اُسے دیکھ کر ضرور امن کو بتا دیتی اگر شناسائی ہوتی عروہ کی تو......'

''تمہارا دھیان کدھر ہے امن، میں باتیں کیے جا رہی ہوں، تم بے توجہی سے سن رہی ہو''

''آں...... کیا کہا تم نے، میں نے سنا نہیں۔''

امن نے فائل ایک ہاتھ سے دوسرے میں کی اور اپنی جھینپ مٹانے کو نظریں چرانے لگی۔

''کیا بات ہے امن، کچھ عجیب سی لگ رہی ہو۔''

''ن نہیں تو۔''

''اچھا جلدی کرو ورنہ وہ ضویا کا کھڑوس بھائی ڈانٹ کے رکھ دے گا۔''

امن نے عروہ کا دھیان ہٹنے پر ایک پُر سکون سانس خارج کر کے قدم پھرتی سے آگے بڑھائے۔ وہ اب دوسری گلی میں آ چکی تھیں۔ امن نے ایسے ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اور وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔ سجاد بلوچ اُن کے پیچھے آ رہا تھا۔ امن کا دل بلیوں اُچھلنے لگا...... میرے لیے آ رہا ہے...... صرف میرے لیے۔

''میں عروہ کو نہیں بتاؤں گی کچھ بھی نہیں، اور سجاد کے سامنے عروہ بن جاؤں گی۔''

☆......☆......☆

وہ ہسپتال کی چھت کو گھورے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت کوئی بھی رنگ نہیں تھا۔ آنکھوں میں صرف خالی پن تھا۔ اس نے یک ٹک نگاہیں چھت پر گاڑ رکھی تھیں۔ یوں ساکت و صامت کہ ذرا سی ابرو کی جنبش ہوئی تو تسلسل ٹوٹ جائے گا۔

''طبیعت کیسی ہے اب آپ کی۔'' کسی نے بالکل قریب سے پکارا، تسلسل ٹوٹ گیا، اُس نے آنے والے کی طرف دیکھا مگر بے تاثر نگاہیں، سپاٹ چہرہ، سامنے نرس ذرینہ کھڑی تھی۔

''مجھ سے کچھ کہا۔'' اس نے انگلی اپنی طرف کر کے پوچھا زرینہ مسکرائی۔ ویسی ہی مسکراہٹ جیسی ایک نرس کی اپنے مریض کے لیے ہوتی ہے، پیشہ ورانہ مسکان، جذبات سے عاری۔

''جی آپ سے ہی کہا ہے۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔'' اُس نے پھر دوبارہ مہربان مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔

''مجھے...... مجھے کیا ہوا......'' اُس نے تامل سے کہا انداز استفہامیہ تھا۔

''آپ کو دماغی جھٹکے لگتے ہیں، مطلب دماغی دورے پڑتے ہیں۔''

''اچھا...... اب کیسی ہے میری طبیعت تم بتاؤ۔''

زرینہ کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ وہ آدھا پاگل تھا اور پورے پاگل سے نیم پاگل زیادہ دماغ کھاتا ہے، مگر وہ مجبور تھی اُس کی روٹی روزی کا مسئلہ تھا۔

''آپ کی ذہنی ابتری کبھی کبھی پاگل پن کی آخری حدوں کو چھونے لگتی ہے، اسی لیے آپ کو باقاعدہ ہسپتال میں ایڈمٹ کروایا گیا ہے تاکہ آپ کی مکمل دیکھ بھال ہو سکے اور آپ کو پُرسکون رکھا جائے۔''

''اچھا......'' اس نے اپنے پاؤں کے ناخن کو اضطرابی انداز میں کھینچتے ہوئے سانس بھری۔

''آپ کو سکون کے انجکشن دیے جا رہے ہیں۔''

زرینہ کے ہونٹوں پر اب بھی مسکراہٹ تھی...... مگر دل زچ۔

''مجھے کس چیز کی بے سکونی ہے'' وہ اب سفید براق بیڈ شیٹ کو اضطرابی انداز میں بھی اکٹھا کرتا مگر جس جگہ وہ خود بیٹھا ہوا تھا وہاں سے بیڈ شیٹ کھینچتی نہیں تو جھنجھلانے لگتا خوامخواہ زور لگا رہا تھا۔

''آپ کو کیا بے سکونی ہے یہ تو آپ کو ہی پتا ہوگا۔''

زرینہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ وہ جتنا بھی تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتی پھر بھی کچھ مریض اتنے سوال کرتے تھے اور ایسے ایسے سوال کہ زرینہ کا دل دھاڑیں مار مار کر رونے کو چاہتا تھا۔ اُسے لگتا کہ بہت جلد اس کے دماغ

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی چولیں بھی ہل جائیں گی۔

''بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے، مجھے گھر جانے کیوں نہیں دیتے۔'' وہ ابھی تک بیڈ شیٹ کے ساتھ نبرد آزما تھا۔ ہوش مند ہوتا تو جان جاتا اپنے نیچے دبی چیز کو نکالنے کے لیے خود وہاں سے اُٹھنا پڑتا ہے۔ وہ اب غرا رہا تھا غصے بھری نظروں سے زرینہ کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں غصے کے ساتھ پاگل پن بھی جھلکنے لگا تھا وہ پل میں مشتعل ہوا تھا اور اُس کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں جیسے کوئی اُس کا نرخرہ دبا رہا ہو۔ اذیت اُس کے خوبصورت نقوش کو بگاڑنے لگی اس کا اونچا لمبا وجود جھٹکے کھانے لگا۔ اُس نے چیخ ماری اور پھر چیخنے لگا اور پھر چیختا رہا۔ زرینہ نے تیزی سے وارڈ بوائے کو بلوایا۔ اُس کی مدد سے مریض کو لٹایا اور جلدی سے انجکشن تیار کیا گیا۔ انجکشن لگنے کے بعد وہ کچھ لمحے مچلا تڑپا پھر شانت ہوگیا۔ اُس کے بند پلکوں کے پیچھے چھپا کرب اب راحت وسکون میں بدلنے لگا تھا۔

☆......☆......☆

بشیراں اکیلی عورت تھی فاخرہ نے اُسے اپنے گھر میں ہی رکھ لیا تھا۔ بچے بھی بشیراں سے بہت مانوس ہوگئے تھے۔ وہ اُن کے دکھ درد کی ساتھی تھی۔ دل سے وفادار بھی فاخرہ نے خالہ اماں اور زمان سے ڈرنا چھوڑ دیا تھا اور اُسے اب تو حیرت ہوتی تھی کہ آخر وہ کیوں اُن کے ہاتھوں اتنے سال زدوکوب ہوتی رہی، کیوں ظلم سہہ سہہ کر اُن کو شیر بنا دیا۔ وہ اتنی کمزور کیوں ہوگئی وہ دبتی گئی زمان اور خالہ اُسے دباتے رہے۔ ظلم کرنے والے کو ظالم بنانے میں ظلم سہنے والے کا بھی اتنا ہی ہاتھ ہوتا ہے جتنا کہ ظلم کرنے والے کا۔ چونکہ فاخرہ اب خالہ اماں اور زمان کو درخور اعتنا نہیں سمجھتی تھی اس لیے خالہ اماں نے دست درازی بند کردی تھی مگر اپنی زبان کے وار کرنے سے پھر بھی باز نہیں آتی تھی جب جب موقع ملتا زہر اُگلتی رہتی تھیں مگر اب فاخرہ نہ ہی پروا کرتی تھی اور نا ہی غم کو دل سے لگاتی تھی۔

صبا نے بورڈ میں پہلی پوزیشن لی تھی۔ شہر بھر میں صبا زمان کی دھوم مچ گئی تھی۔ سب واہ واہ کررہے تھے۔ مختلف اخباروں کے نمائندے اُن کے گھر پہنچ گئے تھے۔ صبا زمان کی تصویریں اخبار والے بنا رہے تھے۔ صبا سے سوال کیے جارہے تھے۔ صبا پورے اعتماد سے جوابات دے رہی تھی داد وتحسین کے ڈونگرے صبا پر برسائے جارہے تھے۔ فاخرہ نے فخر وانبساط سے دیکھا صبا کہہ رہی تھی۔

''میری ہر کامیابی میری مما کی مرہونِ منت ہے۔ میری مما کی ریاضتوں اور محنتوں کا ثمر ہے'' فاخرہ کو لگا صبا کا لہجہ نم سا بھرایا ہوا سا۔

''میری مما دنیا کی بیسٹ مما ہیں۔ بہت ہمت والی، آئی لو یو مما، آئی لو یو سو مچ۔'' صبا نے وفورِ جذبات سے کہا، اُس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ فاخرہ نے آگے بڑھ کر اُسے گلے لگا کر بھینچ لیا اور صبا کے بالوں پر ٹھوڑی ٹکادی۔

''مما کی جان، مجھے تم پر فخر ہے بیٹا۔'' دو آنسو کپکپاتے ہوئے گرے اور صبا کے بالوں میں جذب ہوگئے۔

''مما......'' صبا سسکی اور سسکتی رہی۔ آہوں کراہوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

''کیا ہوا صبا! ایسے تڑپ تڑپ کر کیوں رو رہی ہو بیٹا......'' فاخرہ نے اچنبھے سے اُسے خود سے الگ کرکے تشویش سے دیکھا۔ صبا کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور ہونٹ لرز رہے تھے۔ فاخرہ کے دل کو دھچکا سا لگا اور اُس نے پھر صبا کو خود سے لپٹا لیا۔ اب وہ دونوں ہی رونے لگیں۔ نجانے وہ کب تک اُسی کیفیت میں مدغم رہتیں کہ بشیراں نے آگے بڑھ کر دونوں کو الگ کیا۔ اخباری رپورٹر کب چلے گئے انہیں علم ہی نہ ہوسکا۔

وہ صبا کے ساتھ اتنی گم ہوگئی تھی کہ اُسے احساس تک نہیں ہوا کہ اخباری رپورٹر گھر پر ہیں۔ فاخرہ کو اپنی جذباتیت پر ہلکی سی شرمندگی ہوئی، ایسی بے خبری بھی کیا، جو اطراف سے بے گانہ کرڈالے۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''آ ئیں اِدھر بیٹھیں۔'' بشیراں نے دونوں کو چارپائی پر بٹھایا، پانی لاکر دیا۔ صبا کا چہرہ ایک دم سے بجھ سا گیا تھا۔ آنسو مسلسل بہہ رہے تھے، وہ نظریں جھکائے بے تاثر انداز میں بیٹھی اپنی گود میں دھرے ہاتھوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

''میں تو سمجھ رہی تھی صبا تم خوشی سے آنسو بہا رہی ہو مگر......'' فاخرہ نے لب کاٹتے ہوئے بات ادھوری چھوڑی۔ ادھوری بات میں بہت سے خدشے چھپے بیٹھے تھے۔ صبا نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا یونہی ٹھس سی بیٹھی رہی، یہاں ہو کر بھی جیسے موجود نہ ہو۔

''کیا ہوا ہے صبا بتاؤ مجھے۔'' فاخرہ نے صبا کے گال پر ہاتھ رکھ کر اُس کا نرم و نازک سا چہرہ اپنی طرف موڑا۔ صبا نے ذرا کی ذرا نگاہیں اُٹھائی تھیں خالی خالی، عجیب سی سرد نظریں، فاخرہ کٹ کر رہ گئی۔

''صبا اپنی مما کو بتاؤ کیوں رو رہی ہو۔ یہ تو خوشی کا موقع ہے پھر یہ آنسو...... وہ بھی اتنی شدت سے کیا معنی رکھتے ہیں۔ میرا دل وسوسوں کی زد میں جھٹکے کھانے لگا ہے، بولو صبا کیا مجھ سے ناراض ہو۔'' فاخرہ آزردگی سے بولی تو صبا نے چونک کر فاخرہ کو دیکھا اور پھر اُس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

''مما بھلا آپ سے میں ناراض کیوں ہونے لگی۔''

''میں ڈر گئی بیٹا کہ انجانے میں مجھ سے کوئی غفلت نہ ہو گئی ہو۔'' فاخرہ نے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

''آپ ڈرنا چھوڑ دیں مما، خوف کے حصار سے نکل آئیں۔ میں آپ سے کبھی بدگمان نہیں ہو سکتی۔ میں ایسی بیٹی ہوں جسے اپنی مما کے دل میں پلتے سارے اندیشے نظر آتے ہیں۔ آپ کا خدشات سے اتنا دل کمزور رہنا تو اں نہیں ہونا چاہیے۔ سارے خدشات دھو ڈالیے مٹا ڈالیے آپ فخر ہیں ہمارا، ہم آپ کی مضبوطی ہیں۔ آپ کا مستقبل ہیں۔ مما میں آپ کے ساتھ ہوں۔''

''پھر بھی تم اتنی بے چینی اور تڑپ سے روئی کیوں بیٹا۔'' فاخرہ کے ہاتھ پر اُس کے آنسو گر رہے تھے اور اُس کا ہاتھ صبا کے بالوں میں سرسرا رہا تھا اور اُس کا ذہن بھٹکا ہوا تھا۔ فاخرہ کی سوچیں اُسے اِدھر اُدھر بھٹکائے ہوئے تھیں۔ فاخرہ کا دل اب صرف ماں کا دل تھا اور ماں کا دل ایسا صاف شفاف آئینہ ہوتا ہے جس میں اپنی اولاد کا درد، اس کی یاسیت صاف واضح دکھائی دیتی ہے۔ بھلے اولاد جتنا بھی ٹال مٹول سے کام لے، عذر تراش لے ماں کا دل گواہ بن جاتا ہے۔

''مما آپ نے ہمارے لیے بہت محنت کی ہے۔ جاب کی، گھر سنبھالا، ہمیں سنبھالا اور ہمیشہ خود پڑھایا۔ صرف آٹھویں میں میں نے نیہات بھیا سے مدد لی، وہ بھی صرف میتھ کی وجہ سے۔'' صبا نے ایک آزردہ سی سانس خارج کی اور اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنی آنکھیں رگڑیں۔ فاخرہ کا دل ذرا سنبھلنے لگا ورنہ وہ اُس وقت سے اپنے دل اور اعصاب کو جکڑا ہوا پا رہی تھی۔

صبا کے اضطرابی انداز نے فاخرہ کو مغموم و آزردہ ہی نہیں کیا بلکہ عجیب سی گھٹن اُسے اپنی سانسوں میں شامل ہوتی محسوس ہوئی مگر اب بے قرار دل کو ذرا قرار آیا تھا۔

''آج آپ کو، آپ کی روز و شب کی ریاضتوں کا صلہ مل گیا۔ مما، اس لیے میں اتنا روئی، اپنی مما کی محنتوں کے ثمر پر بلکی، اب بس رونا دھونا، کھانا نکالیں بہت بھوک لگی ہے۔'' وہ اُٹھ کر بیٹھی فاخرہ کی ڈھارس بندھی مگر فاخرہ اب بھی استفہامیہ نظروں سے صبا کو دیکھے جا رہی تھی۔

''صبا تم سچ کہہ رہی ہو۔ کیا یہ سب ہی سوچ کر روئی ہو تم، کوئی اور بات تو نہیں جس نے تمہارے دل کو تکلیف دی ہو۔''

''ارے نہیں مما اُٹھیں اب۔'' صبا نے ہاتھ پکڑ کر فاخرہ کو کھڑا کیا۔

''زور کی بھوک لگی ہے۔'' اس نے دھائی دی۔

''بہت بہت مبارک ہو بیٹا، تم نے تو سچ میں مجھے بوکھلا کر رکھ دیا۔'' بشیراں جو کافی دیر اُن کے پاس بیٹھی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

فاخرہ اور صبا کی دلگیری دیکھ رہی تھی۔ ایک دم بولی تو صبا کھلکھلا کر ہنس پڑی، فاخرہ بھی زیرِلب مسکرائی۔ صبا بشیراں سے لپٹ گئی۔

''خالہ بہت محبت ہے آپ کی، آپ نے بھی بلاشبہ ایک ماں کی طرح ہی ہمیں محبت دی ہے۔ آپ کا بھی بہت بڑا اور نمایاں کردار ہے میری کامیابی میں۔''

''مما یہ اسد اور اسوہ کہاں ہیں؟ دادو اور فضا بھی نظر نہیں آرہے۔''

''اسد اور اسوہ کو ساتھ لے کر خالہ قریبی پارک میں گئی ہیں اور فضا کمرے میں سوئی ہوئی ہے، ظاہر اسکولوں سے چھٹیاں ہیں۔ ابھی بچوں کی نئی کلاسز شروع نہیں ہوئیں۔ فراغت ہے ابھی۔''

''اور بابا...... مجھے اُن کو بتانا ہے۔'' صبا پرجوش سی زمان کے کمرے کی طرف بھاگی، بشیراں اور فاخرہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور سرہلا کر ہنسنے لگیں، پُرسکون ہنسی مگر یہ ہنسی بہت جلد پھر آنسوؤں میں بدلنے والی تھی، وہ دونوں بے خبر تھیں۔

☆......☆......☆

''بابا...... بابا......'' وہ بھاگم بھاگ کمرے میں گھسی تھی، چند قدموں پر محیط کمرا پھر بھی اُس کا اندازہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا، جیسے میلوں کی مسافت طے کر کے پہنچا ہو۔

''بابا میں نے پوزیشن لی ہے۔ آپ کی صبا نے پورے بورڈ میں پہلی پوزیشن لی ہے۔'' صبا نے کہا اُس کا جوش وخروش دیدنی تھا۔ زمان کی بے نور آنکھوں سے کوئی تاثر نہیں اُبھرتا تھا مگر اس وقت اُس کا چہرہ خوشی سے جگمگانے لگا تھا اور زمان نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیے۔ صبا اُن کے پھیلے ہوئے بازوؤں کو دیکھتی زمان کے سینے سے آن لگی۔ اُس کے پھیلے بازو سمٹ کر صبا کے گرد حصار بن گئے۔

وہ دیوانہ وار صبا کو چوم رہا تھا، مبارک باد دے رہا تھا۔ خوش تھا اور بے تحاشا خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے قطرہ قطرہ ٹپک رہے تھے۔ بصیرت سے محروم شخص اس وقت خود کو بہت بدقسمت سمجھ رہا تھا جو اپنی اولاد کو دیکھنے کے لیے ساری زندگی ترستا رہا تھا۔

''آئی لو یو بیٹا! میں بہت خوش ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ تم میری بیٹی ہو۔'' زمان کی آنکھیں بند تھیں مگر اُس کی سماعتیں عام آدمی سے کہیں زیادہ تیز تھیں۔ ہر چیز اُس نے محسوس ہی کرنی تھی اور یہ عادت بچپن کی تھی۔

اب زمان اپنی عادت کی بدولت صبا کے نقوش ٹٹولنے لگا، بے بسی کے آنسو بھی خوشی کے آنسوؤں میں مل کر بہنے لگے۔

''آپ کو بھی مبارک ہو۔ آپ اُٹھیے مجھے آپ کو بہت ہی زبردست بات بتانی ہے۔ پھر اکٹھے کھانا کھائیں گے۔ ٹھیک ہے'' صبا نے سہارا دے کر زمان کو اٹھایا۔

''کیا تمہارے دل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی بیٹا کہ میں اپنے بچوں کو باہر گھمانے لے کر چلوں۔ تم لوگوں کی ہر خوشی دھوم دھام سے مناؤں۔ باہر سے رات کا کھانا کھائیں آئس کریم کھائیں، شاپنگ کریں۔''

''نہیں کبھی بھی نہیں، جو ہے جیسا ہے اللہ کا شکر ہے بابا، خدا کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ آپ کی نسل آپ کا نام آگے چلنا تھا اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کیے کہ مما جیسی بااعتماد، پڑھی لکھی عورت سے آپ کی شادی ہوئی، جنھوں نے اپنے نازک کندھوں پر سارے بار اٹھا لیے۔'' صبا نے زمان کے آنسو صاف کیے اور دونوں ہاتھوں میں اُس کا چہرہ تھام کر پیشانی چوم لی۔ تبھی بشیراں ایک پلیٹ ہاتھ میں پکڑے اندر آئی۔ پلیٹ دیکھ کر صبا مسکرائی۔ فاخرہ نے مٹھائی منگوائی تھی اور اس وقت بشیراں مٹھائی لے کر ہی کمرے میں آئی تھی۔

''بابا منہ میٹھا کریں۔'' صبا نے رس گلہ ہاتھ میں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پکڑ کر آدھا توڑ کر زمان کے منہ میں ڈالا اور آدھا خود کھا لیا۔

''بابا پتا ہے آج اخبار کے رپورٹر میری تصویریں بنانے آئے تھے۔ انھوں نے میری دو تین منٹ کی مووی بھی بنائی، ایک دو سوال بھی کیے شاید وہ کسی چینل والے تھے۔

''واہ بیٹا شاباش میری بیٹی، یونہی محنت کرتی رہنا۔'' زمان نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

''تمہاری ماں بھی پوزیشن ہولڈر تھی، اُس کی بھی اخبار میں تصویریں چھپتی تھیں۔ بہت ذہین لڑکی تھی، آؤٹ اسٹینڈنگ، اُس کا باپ بہت غریب تھا اخبار بیچتا تھا۔ سنا تھا سائیکل پر گھر گھر اخبار ڈالتا تھا۔ غریب آدمی تھا۔ اکلوتی بیٹی تھی فاخرہ اُن کی۔'' جانے وہ کس رو میں بہے جا رہا تھا صبا ہمیشہ اپنے ننھیال والوں کے بارے میں جاننا چاہتی تھی مگر کس سے...... فاخرہ کو کرید کر وہ پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے اپنے سارے سوال اپنے اندر چھپا لیتی تھی۔

''بابا...... ہماری کوئی آنٹی یا ماموں نہیں تھا۔'' صبا نے جھجک کر پوچھا۔

''بس ایک ماموں تھا تمہارا۔'' وہ دور خلاؤں میں کہیں کھویا ہوا تھا۔

''تھا...... سے کیا مطلب'' صبا نے ڈرتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا کہیں فاخرہ نہ آجائیں۔ اس خیال سے وہ اُٹھی اور آہستگی سے کمرے کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دی۔

''مر گیا تھا......'' زمان نے سفاکی سے کہا۔ چند لمحے پہلے کی ساری خوشگواری بھاپ بن کر اُڑ گئی، چند ثانیے پہلے زمان کے چہرے پر روشنی سی بکھری تھی جب وہ اپنی بیٹی کی بات کر رہا تھا۔ اب اُسی چہرے پر تاریک سے سائے لرزا اٹھے تھے۔

''کیسے...... کب'' صبا کے ہونٹوں سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرے اگر اُس نے کچھ پوچھا نہیں تھا فاخرہ سے تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اُسے رشتوں کی طلب نہیں تھی۔ وہ تو فاخرہ کو اذیت سے دوچار نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''خودکشی کر لی تھی اُس نے۔'' زمان نے بے حسی وکرختگی سے کہا۔ صبا نے بے ساختہ ہاتھ لبوں پر رکھ لیا اُس کے اندر ہراس پھیل گیا وہ چند ثانیے کچھ بول ہی نہیں سکی بولنے کے قابل ہی نہیں رہی۔ وہ ششدر و ساکت سی سانس روکے متحیر سی بس دنگ ہو کر دیکھے جا رہی تھی۔

''مگر کیوں......'' بہت دیر بعد صبا نے خود کو بولتے سنا، اس کی سکت ہی جیسے دم توڑ گئی تھی۔ اتنی بڑی بات، اتنا بڑا صدمہ کہ جس رشتے کی کھوج میں ابھی آپ نکلے بھی نہ ہوں وہ ملنے سے پہلے ہی ختم ہو جائے تو حواس گم ہونا تو فطری عمل ہے، یہی حال صبا کا تھا۔

''اپنی ماں سے پوچھنا......'' زمان کے اندر باہر نفرت کا الاؤ دہکنے لگا۔ تپش اُس کے چہرے سے پھوٹ پھوٹ کر اُس کا چہرہ کریہہ بنا رہی تھی۔ صبا اُس کے پل پل بدلتے رنگ اور تیور دیکھ رہی تھی۔ تبھی نجانے صبا کو کیا ہوا، وہ بلک بلک کر رونے لگی۔ زمان ٹھٹکا اگلے ہی لمحے صبا زمان کے پیروں پر گر کر زار و قطار رونے لگی۔

''کک...... کیا ہوا بیٹا۔'' زمان نے ذرا سا جھک کر ہاتھ آگے بڑھایا، اس کا مقصد صبا کے سر پر ہاتھ رکھنا تھا مگر بجھائی نہ دینے کی وجہ سے اس کا ہاتھ اُسی مٹھائی والی شیشے کی پلیٹ سے ٹکرایا، بیڈ سے ہوتی پلیٹ فرش پر گری اور ٹوٹ گئی۔ ایک زوردار چھناکے کی آواز کے ساتھ شیشے کے ٹکڑے سارے کمرے میں بکھر گئے۔ زمان کا ہاتھ کچھ لمحے وہیں ساکت رہ گیا...... مگر صبا کا سر قدموں سے نہیں اُٹھا۔

صبا کا سسکیوں کا شور زمان کے دل میں دراڑیں ڈالنے لگا۔ اس کا نازک بدن شدتِ گریہ سے ہچکولے کھا رہا تھا۔ آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے،

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بے دریغ بہے جا رہے تھے۔ تبھی زمان کا کپکپاتا ہاتھ اُس کے سر پر آن رُکا اور اضطرابی کیفیت میں صبا کے بالوں کو سہلانے لگا۔

''مت رو میری بیٹی، مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔'' زمان کا لہجہ نم تھا۔

''بابا، میری مما کو معاف کر دیں۔'' صبا نے ذرا سا سر اُٹھا کر گلوگیر آواز میں التجا کی، پھر سر قدموں میں جھکا دیا۔ زمان سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔ وہ حیرت سے صبا کی بات میں ہی کھویا رہا۔

''آج آپ کی بیٹی نے آپ کو اتنی بڑی خوش خبری دی، آپ بھی مجھے خوشی کی خبر سنا دیجیے بابا، میری خاطر میری مما کو معاف کر دیں۔ دل سے معاف کر دیں۔ میں نہیں جانتی کہ انھوں نے ایسا کیا کیا ہے جو اُن کو آپ سب کا عتاب سہنا پڑ رہا ہے پلیز بابا۔''

صبا کے نرم ہاتھ زمان کے پیروں کو دبوچے ہوئے تھے۔ اُس کا معصوم ذہن آگ بگولا ہو کر دہک رہا تھا۔ دل گداز ہو کر بہہ رہا تھا۔

''میں اُسے کیسے معاف کر دوں۔ وہ قابلِ نفرت عورت ہے۔ جب جب میں یہ سوچتا ہوں کہ......'' وہ کہتا ہوا رک گیا دھیان میں آیا آگے بیٹی ہے۔

''بابا آخر اُن سے ایسا کون سا جرم سرزد ہو گیا کہ آپ لوگ ساری زندگی اُن کو لعنت ملامت کرتے رہے، اُن کو دھتکارتے رہے اُن کی عزتِ نفس کو مجروح کرتے رہے۔ اُن کی ذات کو مالِ غنیمت سمجھ لیا۔ جس کے جو من میں آئے وہی کرے۔'' اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔ اُس کا تر و تازہ چہرہ کملا کر رہ گیا تھا۔ اُس نے ایک جھٹکے سے سر اوپر اُٹھایا بے دردی سے اپنی آنکھوں کو رگڑا۔

''مجھے بتائیں اُن کا جرم بتائیں۔'' وہ زمان کے مقابل بیٹھی اب اُسے گھور رہی تھی۔ زمان نے اپنی ٹانگیں اکٹھی کیں۔ زمان کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے آج صبا جس طرح روئی تھی، اُس کی سسکیاں، آہ و زاری، التجائیں اُس نے زمان کو رلا دیا تھا۔

''صبا کبھی مت رونا دوبارہ بیٹا، میری جان نکل جائے گی۔''

''میں اپنی اولاد سے بہت محبت کرتا ہوں تم تو میری پہلوٹھی کی اولاد ہو۔''

''ہر کوئی اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے یہ کوئی غیر معمولی یا انوکھی بات نہیں ہے۔'' وہ بے زاری سے بولی۔

''آپ اور آپ کا خاندان میری مما سے نفرت کرتا ہے۔ اُن کو حقیر گردانتے ہیں آپ لوگ۔ بابا جتنا دشوار نفرت سہنا ہے اُس سے بھی کہیں بڑھ کر نفرت کرنا ہے۔ میرے ماں باپ اتنے سالوں سے کتنا کٹھن کام کر رہے ہیں۔ نفرت سے تیر چلانے کا اور نفرت کے وار سہنے کا۔

آپ اُسی عورت سے نفرت کر رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے رزق کا وسیلہ بنایا، نسل چلانے والی بنایا۔ ٹھیک ہے آپ اُن کو معاف نہ کریں۔''

''میری زندگی میں جتنی بھی آسودگیاں، عزت، نام، مرتبے ملیں گے سب مما کی بدولت ہوں گے کیونکہ وہ دینا جانتی ہیں، بانٹنا جانتی ہیں، صابر ہیں، اللہ پر بھروسہ رکھتی ہیں۔ اپنے تمام معاملات خدا پر چھوڑ دیتی ہیں۔ مما عظیم ہیں۔''

''اور میری زندگی میں جتنی بھی ناکامیاں، کجیاں کوتاہیاں، غفلتیں اور تشنگی آئی ہے اور آئے گی وہ سب آپ کی وجہ سے ہوگی کیونکہ آپ انتہائی کم ظرف اور چھوٹے دل، چھوٹے ذہن کے مالک ہیں۔ دوسروں کی قسمت کے فیصلے لکھنے والے، درگزر نہ کرنے والے تنگ نظر، جو نا اچھے شوہر بن سکے اور نہ باپ۔'' زمان کا اذیت سے منہ کھل گیا تھا مگر صبا وہاں رکی نہیں تھی۔

☆☆☆

صبا کے حالات نے اُسے وقت سے پہلے بہت ساری چیزوں کے بارے میں آگاہی دے دی تھی۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بلا کی ذہین تھی، حساس تھی، باتوں اور معاملات کو سمجھتی تھی۔ زمان کے پاس سے وہ بہت غصے میں کھولتے ہوئے نکلی تھی اور اب آنکھیں موندے دوسرے کمرے میں جا کر سوتی بن گئی۔ فاخرہ اور بشیراں باری باری کھانے کے لیے دیکھنے آئیں مگر اُسے سوتا سمجھ کر سر جھٹک کر چلی گئیں۔ انھیں صبا کے بھوکا سونے کا ملال تھا۔

صبا کی بند پلکوں کے پیچھے خیالات نے کیسا اُدھم مچا رکھا تھا یہ صرف وہی جانتی تھی۔ جب سے اُسے پتا چلا تھا کہ اس نے پوزیشن لی ہے تب سے ہی اُس کا دل اُداس ہو گیا تھا۔ سب رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی اکیلے ہونا آج اُسے شدت سے محسوس ہوا تھا۔ حتیٰ کہ باپ بھی محافظ نہیں، ماں کے ساتھ کھڑا ہو کر اپنے بھائیوں اور ماں کی ہاں میں ہاں ملانے والا، کبھی فاخرہ کے ساتھ کھڑا نہ ہو سکا۔ یہ قلق تھا صبا کا۔

صبا نے بچپن سے ہی ددھیالی رشتوں کو نفرت وحقارت سے بجھے تیر چلاتے ہی دیکھا تھا۔ اور ننھیال میں کون کون تھا اور کہاں تھا یہ اُسے معلوم نہیں تھا مگر آج زمان نے صبا کے دل کو انجانے میں چھید ڈالا تھا کہ اس کا ایک ماموں بھی تھا جس نے خودکشی کر لی۔ اُس کی ایک دوسرے میں پیوست پلکیں اپنے اندر کیسے درد اور غم واندوہ پھیلتے دیکھ رہی تھیں کون جانتا۔ کون جان سکتا تھا۔

کوئی بھی قصہ ہو، کوئی بھی کہانی ہو۔ اُس کے ہر کردار کی بربادی کا نوحہ لکھتے ہوئے فاخرہ کو ہی مورد الزام ٹھہرایا جاتا تھا۔ ہر بات کا اختتامیہ فاخرہ جبیں پر ہی ہوتا تھا۔ خوب دل کی بھڑاس نکالی جاتی۔

''کاش میرے بس میں ہوتو میں کوئی جادو کی چھڑی گھماؤں اور سب ٹھیک کر دوں۔ اپنی مما کو معتبر کر دوں، سوچوں کے رنگ اُس کے اندر ہلچل مچانے لگے۔ اُس نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔ لفظوں کے کھیل میں کوئی کیسے زخمی ہوتا ہے۔ کہنے والا کب واقف ہوتا ہے۔ لفظ بذاتِ خود تو بہت بے ضرر ہوتے ہیں یہ تو ادائی کرنے والے پر منحصر ہے کہ اُس کی ادائی میں کیا عوامل، کیا مقاصد پوشیدہ ہیں۔ لفظوں کا استعمال محبت، شائستگی اور رکھ رکھاؤ سے کیا جائے تو تلخ بات بھی امرت بن جاتی ہے۔ اگر لفظوں کا استعمال کرختگی، حقارت اور سفاکی سے کیا جائے تو نرم بات بھی زہر قاتل ثابت ہوتی ہے۔ یہی زمان نے کیا تھا اور انجانے میں کسی رو میں بھٹک کر کیا تھا۔

صبا کے ذہن میں بہت سے نوکیلے سوال اُگ آئے تھے مگر فی الفور اپنی مما سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتی تھی۔ نیند نے نجانے کب اُس معصوم کو اپنی مہربان آغوش میں بھر کر سب ذہنی انتشار اور بے سکونی سے نجات دلا دی تھی۔

رات جتنی بے چین تھی سہانی صبح اتنی ہی دلکش نظارے لیے حاضر تھی۔ صبا کی تصویر اخباروں میں لگی تھی۔ صبح صبح ہی مبارکباد کے فون آنے لگے، فاخرہ خوش دلی سے مبارکبادیں وصول کر رہی تھی۔ گھر آنے والوں کی مٹھائی اور چائے سے خاطر مدارت کی جا رہی تھی۔

لبنیٰ نے بھی فون کر کے بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا، فاخرہ کی محنت اور لگن کو سراہا، صبا کے لیے دعائیں دیں۔ فاخرہ کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔ آنے والوں کا تانتا بندھ گیا فاخرہ کے اسکول کی ساتھی ٹیچرز، گلی محلے کی خواتین، صبا کی تعریفیں کر رہی تھیں۔ صبا زمان کے نام کی دھوم مچ گئی تھی۔

صبا ابھی سو رہی تھی۔ فاخرہ صبا کی گزشتہ دن کی بے کلی سے پوری طرح سے تو نہیں مگر آگاہ ضرور تھی اس لیے اس نے صبا کو جگایا نہیں تھا۔ کل صبا کی آنکھوں سے اُداسی، بے چینی ہلکی سی وحشت پھیلتی سمٹتی رہی تھی۔ ابھی کچھ خواتین فاخرہ کے گھر سے گئی تھیں۔ فاخرہ اُن کو چھوڑنے دروازے تک گئی تھی وہ واپس پلٹی تو اس کا دل بھرانے لگا۔ کوئی بھی تو اپنا ایسا نہیں تھا جو اُن کی اتنی بڑی خوشی میں شریک ہوتا۔ کوئی بھی خون کا رشتہ، اس سے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پہلے کہ فاخرہ مزید ملول وغم زدہ ہوتی اس کے سیل فون کی بیل ہوئی تھی۔ فاخرہ نے لپک کر فون اُٹھایا، انجان سا نمبر تھا فاخرہ نے ذرا سے توقف کے بعد کال او کے کر کے سیل فون کان سے لگالیا۔

''ہیلو کون'' فاخرہ نے مدھم لہجے میں پوچھا۔

''آنٹی میرا نام ضویا ضمیر ہے، صبا ہمارے کوچنگ سینٹر میں پڑھتی ہے۔''

''اوہ، اچھا اچھا بیٹا کیسی ہو، کیسے فون کیا۔'' فاخرہ مسکرائی۔

''جی ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں۔'' ضویا بہت جوش وخروش سے بات آگے بڑھا رہی تھی۔

''بیٹا میں بھی ٹھیک ہوں۔''

''آنٹی آپ کو بہت بہت مبارک ہو صبا کی شاندار کامیابی پر۔''

''بہت شکریہ بیٹا۔''

''صبا سے بات ہو سکتی ہے کیا۔''

''وہ ابھی سوئی ہوئی ہے بیٹا۔'' فاخرہ نے بات سمیٹنا چاہی کیونکہ خالہ چھت سے سیڑھیاں اُتر کر آرہی تھی۔

''آنٹی میں آپ کے گھر آنا چاہتی ہوں صبا سے ملنے اور مبارکباد دینے کے لیے۔'' ضویا اطلاع دے رہی تھی یا اجازت طلب کر رہی تھی، فاخرہ نہیں جان سکی۔ اُس کا دل تو خالہ کے موڈ کو دیکھ کر کانپ اُٹھا اگر خالہ نے کچھ ایسا ویسا کہہ دیا..... ضویا نے سن لیا..... کتنی سبکی ہوگی۔

''ٹھیک ہے بیٹا خدا حافظ۔'' فاخرہ نے کسی ممکنہ بدمزگی اور ضویا کے سامنے شرمندگی سے بچنے کے لیے عجلت میں بات سمیٹ دی۔

''اب کچھ پکانے کھلانے کا ارادہ بھی ہے کہ فون پر ہی گپیں لگاتی رہوگی۔'' خالہ آخری سیڑھی پر کھڑی جارحانہ تیوروں کے ساتھ فاخرہ کو گھور رہی تھی۔ خالہ میں پہلے جیسا کر و فر اور طنطنہ تو نہیں رہا تھا مگر بولتی وہ اب بھی کڑوا کسیلا ہی تھی۔ عادت سے مجبور تھی۔ ویسے بھی اذیت دینا بھی ایک خماری اور سرشاری کی کیفیت طاری کرتا ہے ایسے لوگوں پر۔ برسوں کی روٹین تھی گالی گلوچ، مار دھاڑ کی، جاتے جاتے ہی جاتی۔ ہاتھ اُٹھانا بند کر دیا تھا بچیوں سے پٹ کر مگر زبان چلانا آنکھیں دکھانا۔ زخمی انا کی تسکین ایسے ہی سہی۔

''ناشتا بن گیا ہے۔'' بشیراں نے اطلاع دی تو خالہ اماں نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھا اُسے بشیراں بھی بُری لگتی تھی۔ مگر بس نہیں چلتا تھا ورنہ کچا کھا جاتیں۔

☆......☆......☆

فاخرہ آئرن اسٹینڈ کے پاس کھڑی زمان کے کپڑے استری کر رہی تھی تبھی صبا بکھرے بالوں کو ہاتھوں سے سنوارتی فاخرہ کے قریب چلی آئی۔ بالوں کو سلجھا کر کیچر میں جکڑا۔

''اسلام وعلیکم مما۔'' صبا نے آہستگی سے سلام کیا اس کا بارونق چہرہ ستا ہوا مرجھایا ہوا سا تھا۔

''وعلیکم السلام! آج بہت سوئی تم۔''

''جی بس ٹھیک سے سو نہیں سکی۔'' فاخرہ نے توجہ سے دیکھا صبا کی آنکھوں کے پپوٹے بھاری اور بوجھل سے ہو رہے تھے، جو اُس کے بے چین رتجگے کے گواہ تھے۔ اس کا کھلا ہوا چہرہ اُس کے اندر پنپتے اضطراب کا غماز نظر آرہا تھا۔

''کیا کھاؤ گی۔'' فاخرہ نے کچھ نہیں پوچھا کہ وہ اتنی بے کل سی کیوں ہے۔ 'ہو سکتا ہے میرا وہم ہو۔

''میں فریش ہو کر آتی ہوں مما۔ کھانے کو کچھ بھی دے دیں، بہت زوروں کی بھوک لگی ہے۔''

فاخرہ نے زمان کا سوٹ ہینگ کر کے استری کا پلگ نکالا اور کچن کی طرف قدم بڑھا دیے۔ فاخرہ نے بل دار پراٹھا اور آملیٹ بنایا تب تک صبا منہ ہاتھ دھو کر آئی وہیں چوکی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

''ضویا ضمیر کا فون آیا تھا، مبارکباد دے رہی تھی۔''

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

فاخرہ نے دودھ پتی اور ہلکی سی چینی ڈال کر ساس پین چولہے پر رکھا۔ آنچ ہلکی تھی۔ جب تک صبا پراٹھا کھاتی چائے تیار ہو جاتی۔

''اچھا...... واہ......'' صبا کے اداس چہرے کے اندر سے مسکراہٹ پھوٹی چہرہ روشن ہو گیا۔

''آنا چاہ رہی تھی۔'' فاخرہ کی نظروں کی گرفت صبا کے چہرے پر تھی۔

''آپ نے کیا کہا۔'' صبا نے پوچھا۔

''میں نے کہا آجاؤ۔'' فاخرہ نے چائے کپوں میں انڈیلتے ہوئے اطلاع بہم پہنچائی۔

''گڈ!۔ تھینکس مما۔'' صبا اظہار تشکر سے کہہ گئی۔

''ضوبیا آنے والی ہے، کیا کیا بنالوں لنچ میں۔''

فاخرہ نے چھوٹی سی میز پر دونوں کپ رکھ دیے اور خود بھی چوکی کھینچ کر صبا کے پاس بیٹھ گئی پھر دونوں پلان بنانے لگیں۔ صبا ضوبیا کے آنے کی خوشی میں وقتی طور پر بھول گئی سب۔ بشیراں اور فاخرہ بازار جا رہی تھیں، صبا نے اُن کے جانے کے بعد سنک میں رکھے برتن دھو کر رکھے، سلیب صاف کی اور پھر گھر کی صفائی ستھرائی میں جت گئی۔ فضا بھی اُس کی مدد کروا رہی تھی، اسوہ اور اسد صحن میں کھیل رہے تھے۔ جب صبا اپنے کمرے کو صاف کر کے زمان کے کمرے میں آئی تو دیکھا وہ دونوں ماں بیٹا سر جوڑے بیٹھے تھے۔ اُن کی آواز سرگوشی سے مشابہ تھی یوں راز و نیاز میں وہ دونوں مگن تھے جیسے بہت ہی اہم مسئلے پر بات ہو رہی ہو۔ اماں نے قہر آلود نظروں سے صبا کو دیکھا اور منہ ہی منہ میں بدبدائی ہونٹوں کو گول گول گھمایا آنکھوں کو ٹیڑھا میڑھا کیا۔ ایسے میں وہ اتنی مضحکہ خیز لگ رہی تھی کہ صبا کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

''باادب بانصیب، بے ادب بدنصیب۔'' اماں نے صبا کو ہنستے دیکھ کر با آواز بلند کہا۔ اماں کو تو پتنگے لگ گئے تھے صبا کی کھلکھلاہٹوں پر۔ وہ ان کا چہچہانا کہاں برداشت کر سکتی تھی۔

''جیسے کہ میری مما باادب بانصیب۔'' صبا نے زور لگا کر کہا اور جھاڑو لگانے لگی۔ زمان خاموش تھا۔ رات سے ہی سناٹوں کی زد میں تھا رات بھر اس نے بھی یادوں کی زہر پھانکی تھی۔ اس کا شکن آلود بستر بتا رہا تھا کہ اس نے رات بھر کتنی کروٹیں بدلی تھیں۔ صبا کی درد میں ڈوبی آواز کیسے اُسے ساری رات دار پر لٹکاتی اور کھینچتی رہی تھی۔ اس کے دل کے بیچوں بیچ جیسے کسی نے ڈھیر ساری سوئیاں چھوڑ دی تھیں۔

''جیسی تیری ماں نافرمان اور سرکش آوارہ، ویسی ہی تُو'' جب صبا باہر نکل گئی تو زہر میں بجھا یہ جملہ اماں کے ہونٹوں سے ادا ہوا، زمان تڑپ کر رہ گیا۔

''اماں صبا کے بارے میں ایسے مت کہیں، میری بیٹی بہت اچھی ہے۔''

''اچھا، بیٹی ماں سے بڑھ کر ہو گئی اب۔'' اماں تن فن کرنے لگی زمان بدک گیا اماں سے ڈرتا تھا۔

چھوٹا سا گھر صاف ستھرا ہو چکا تھا۔ بشیراں اور فاخرہ لدی پھندی گھر آئی تھیں۔ گوشت، سبزیاں، فروٹ، مٹھائی۔ اب وہ دونوں ذرا سانس بحال کر کے کھانا پکانے میں جت گئیں۔

صبا نے اسد اور اسوہ کو نہلا کر کپڑے بدلوائے اماں کی گھوریاں، طعنے تشنے بڑبڑاہٹیں جاری و ساری تھیں مگر کسی نے چنداں پروانہ کی۔ صبا نہانے چلی گئی فضا کچن میں فاخرہ کے ساتھ مدد کروا رہی تھی۔

دو بجے ضوبیا اپنی امی اور بہن کے ساتھ آئی تھی۔ اُن کا پُر تپاک استقبال کیا گیا۔ گرمجوشی سے سب ایک دوسرے سے گلے ملے۔ کوئی پہلی بار صبا کے حوالے سے گھر آیا تھا۔ فاخرہ نے دل کھول کر کھانے بنائے تھے۔ زندگی میں پہلی بار فاخرہ نے اپنا مال اپنی مرضی اپنی خوشی اور پسند سے استعمال کیا تھا۔

وہ لوگ چار بجے گئے تھے۔ مل کر کھانا کھایا گیا گپ شپ لگائی گئی۔ ضوبیا اور اُس کی امی بار بار صبا کی بلائیں لے رہی تھیں۔ محبت پاش نظروں سے فاخرہ کو

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور صبا کو دیکھتی رہیں۔ اپنائیت، خلوص بہت تھا اُن میں۔ فاخرہ اور صبا نے بھی خاطر مدارت میں کوئی کمی نہیں کی۔ یہ تو ویسے بھی محبت اور رشتوں کے ترسے ہوئے لوگ تھے۔ کسی نے مٹھی بھر محبت دی تو جواباً دامن بھر کی دینے والے لوگ۔

جاتے سمے وہ فاخرہ کو اپنے گھر انوائیٹ کر کے گئے تھے۔ پرزور اصرار پر فاخرہ نے حامی بھر لی۔ صبا کے چہرے کے کھلتے رنگ فاخرہ کے اندر طمانیت بچھاتے جا رہے تھے۔ صد شکر ہے اماں نے مہمانوں کے سامنے کسی بداخلاقی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا چپ چاپ ایک ایک کو تکتی رہیں بس۔ آج کا دن اپنے آنچل میں بہت ساری راحتیں لے کر طلوع ہوا تھا۔ جس نے کلفتوں کو زائل کر دیا، بلاشبہ آج کا دن زندگی کا خوبصورت ترین دن تھا۔

☆......☆......☆

رحمان کا بیٹا احتشام مڈل کے امتحان میں فیل ہو گیا۔ زندگی میں پہلی بار رحمان کو احتشام پر غصہ آیا تھا اور بے حد آیا تھا۔ غصے اور اشتعال سے اُس کی حالت غیر ہو رہی تھی اس نے احتشام کو بری طرح ڈانٹا تھا۔ رحمان بار بار اُسے مارنے کو لپکتا مگر عائشہ اپنی ہی دھائی ڈال کر درمیان میں آ کر رنگ میں بھنگ ڈال دیتی۔ رحمان عائشہ کو پکڑ کر ایک سائیڈ پر کرتا اور احتشام کی جانب بڑھتا، ایک دو دھپ لگاتا عائشہ پھر بیچ بچاؤ کرواتے ہوئے اُدھم مچانے لگی۔ رحمان زچ ہو گیا، اُس نے عائشہ کی کلائی زور سے پکڑ کر اُسے پٹخ دیا۔ عائشہ چکراتی ہوئی کہاں گری اسے کچھ خبر نہیں تھی مگر آنکھوں کے آگے تارے نظر آنے لگے تھے اُس نے اپنے گھومتے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھاما۔ مگر زبان بند نہیں ہوئی تھی، واویلا کرتی، شور ڈالتی۔

''نہ کمانے کی کوئی کمی رکھی نہ پہننے اوڑھنے کی پھر پڑھے گا تیرا باپ......'' رحمان نے قریب رکھا بلا اُٹھا لیا۔ احتشام کو مارنا اتنا آسان کام نہیں تھا۔ وہ اُچھل کر کبھی بیڈ پر چڑھ جاتا رحمان اُسے بیڈ پر چڑھ کر دبوچ لیتا، وہ پھر برق رفتاری سے رحمان کو شکنجے سے خود کو آزاد کرواتا۔ رحمان پیچھے احتشام آگے...... مگر بالآخر رحمان نے احتشام کو نیچے گرا ہی لیا، رحمان کے بلوں کے وار احتشام اپنے ہاتھوں پر تب تک سہتا رہا جب تک سہہ سکتا تھا۔ دونوں ماں بیٹا نے چیخ و پکار، آہ و بکا مچا رکھی تھی۔ رحمان کے دو تین بلے اُس کی ٹانگوں پر مار کر بلا پھینک دیا اور خود ہانپتا ہوا صوفے پر ڈھے گیا۔ اُس کے اعصاب چیخ رہے تھے۔ احتشام نے مار کم کھائی تھی مگر نچایا بھگایا دوڑایا زیادہ تھا رحمان کو۔

''اب پڑ گئی ٹھنڈ تیرے کلیجے میں منحوس۔'' عائشہ نے تنفر سے رحمان کو دیکھا اور احتشام کو فرش پر سے اُٹھانے لگی۔ احتشام جان بوجھ کر لسبا ہوتا جا رہا تھا ہائے وائے کیے جا رہا تھا۔

''اتنی خفت اُٹھانا پڑی مجھے اپنے دوستوں کے سامنے، ایسے اس نابنجار کے فیل ہونے کا مجھ سے افسوس کرتے رہے جیسے کوئی مر گیا ہو اور وہ تعزیت کر رہے ہوں۔'' رحمان کا غصہ دکھ میں بدل گیا۔

''اور تم نے گھر آ کر اس کی کھال اُدھیڑ دی۔ مجھے بھی نہیں چھوڑا۔'' وہ دانت پیس کر بولی۔

''سارا قصور تمہارا ہے۔ ایسی بدتہذیب اور جاہل عورت پلے پڑی ہے کہ نہ گھر کا خیال رکھتی ہے نہ بچوں کا۔''

''تو کر لیتے کسی پڑھی لکھی سے۔'' وہ ہاتھ نچا کر بولی۔ دیدے بھی پھٹے پڑ رہے تھے۔

''ہاں کوئی پڑھی لکھی ہوتی تو یہ حال نہ ہوتا۔ تربیت بھی لازمی کرتی۔'' وہ بھی دو بدو بولا۔ دونوں کے درمیان تو تکار نجانے کب تک چلتی کہ باہر بیل ہوئی تھی۔ رحمان تاسف سے سر ہلاتا اُٹھ کر دیکھنے چلا گیا کہ کون آیا ہے اور عائشہ احتشام کو سہارا دے کر اُس کے کمرے میں لے گئی۔ بہت دیر سے اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی تماشا دیکھتی فروہ نے بے زاری سے کھڑکی کے کھلے پٹ بند کیے اور اپنے بیڈ پر آن بیٹھی۔

''یار ایم ویٹنگ'' اریز چوہدری کا میسج تھا۔ فروہ نے

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اکتاہٹ سے رپلائی کیا۔

''یار بابا نے احتشام کو بہت مارا ہے۔ گھر کا ماحول تناؤ کا شکار ہے، میں کیسے ملنے آ جاؤں۔''

''تم خود ہی ملنے نہیں آنا چاہ رہیں، بہانے مت بناؤ۔'' اُس کا ناراضی سے معمور میسج آ گیا۔ فروہ ٹھس سے انداز میں بیٹھی رہی۔ سیل فون سائیڈ پر اُچھال دیا۔ اچھے بھلے موڈ کا ستیاناس مار ڈالا تھا اس سارے تماشے نے۔

''وہ سوچوں میں اُلجھی بیٹھی تھی اس کا ذہن شل ہو رہا تھا۔ مختلف قسم کے متضاد خیالات اُس کے اعصاب کو ادھ موا کر گئے تھے، اس کا خواہشوں وامنگوں سے بھرا دل زمانے بھر کی جھنجلاہٹ سمیٹ لایا تھا۔

پھر وہ اُٹھی اور کمرے میں چکر کاٹنے لگی تادیر ایسی ہی حالت میں وہ اِدھر سے اُدھر، اُدھر سے اِدھر چکر لگاتی رہی مگر اس کے ذہنی خلفشار میں رتی برابر کمی نہیں آئی تب وہ کمرے کے وسط میں کھڑی کچھ دیر سوچتی رہی پھر آگے بڑھ کر بیڈ پر سے اپنا سیل فون اٹھایا اور اریز چوہدری کا نمبر ملانے لگی۔ وہ کال پک نہیں کر رہا تھا۔ اُس نے پھر کال کی مگر اس بار آگے سے کاٹ دی گئی۔ فروہ نے اُلجھ کر سیل فون کی اسکرین کو دیکھا۔ فروہ رحمان کی اس لمحے حقیقی معنوں میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اُس کی صبیح پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک اُٹھے، وہ گھبرا کر رہ گئی۔ ساری صورت حال قطعی غیر متوقع تھی۔ فروہ نے ایک بار پھر کال کی تھی صد شکر اس بار کال ریسیو کر لی گئی تھی۔

''ہیلو اریز'' فروہ بے تابی سے بولی۔

''ہاں بولو'' وہ اکھڑے لہجے میں بولا۔

''ناراض ہو۔''

''کیا نہیں ہونا چاہیے۔'' اُس نے الٹا سوال داغ دیا۔

''سوری اریز گھر میں اتنی بدمزگی ہوئی ہے، بابا نے فیل ہونے پر احتشام کو بہت مارا ہے مما نے الگ اپنا رونا پیٹنا ڈالا ہوا تھا۔ عجیب سوگوار سا ماحول ہو گیا ہے۔'' وہ سہج سہج کر بول رہی تھی۔

''پھر مجھے کیوں بتا رہی ہو۔'' وہ بے دلی سے ترخ کر بولا فروہ کو ہلکا سا تاسف کا جھٹکا لگا، ایسی صاف گوئی۔

''اپنے نہ آنے کی مجبوری بتا رہی ہوں۔''

''پہلے تو تم نے کبھی اپنے بہن بھائیوں سے ایسی دلی وابستگی کا اظہار نہیں کیا۔ آج مجھ سے ملنے آنا تھا تو بھائی کی محبت دل میں جاگ اُٹھی۔'' وہ طنز کر رہا تھا، کاٹ تھی اس کے الفاظ میں مگر فروہ نے محسوس ہی نہیں کیا، محسوس تو اُسے تب ہوتا اگر وہ خود اپنے رشتوں سے محبت کرتی تب ہی اُسے اریز کا انداز اور الفاظ برے لگتے۔

''یہ بات نہیں ہے اریز، احتشام ہے ہی اتنا بدتمیز اور کاہل نکما کہ اُسے بابا بھلے جتنا بھی پیٹتے کم تھا مگر آج بابا گیارہ بجے ہی گھر آ گئے وہ بہت کم غیظ وغضب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ آج پہلی بار انھوں نے اتنے شدید ردعمل کا اظہار کیا، مجھے بارہ بجے تم سے ملنا تھا مگر اب بابا گھر پر ہیں۔'' فروہ جو اُسے بتانا یا سمجھانا چاہ رہی تھی وہ سمجھا یا نہیں ہاں اب کہ وہ بولا تو انداز کچھ نرم تھا ورنہ تو کس قدر مشکل ہو کر بھڑکا تھا وہ۔

''تو اب کیا پروگرام ہے۔'' اس نے نئی بات کر دی۔ وہ اس بات کے سوا نہ کوئی دوسری بات کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی سننا۔ اور وہ خوش فہم لڑکی ایسے سپنے آنکھوں میں سجا رہی تھی جن کی تعبیریں نہیں ملتیں۔

''بابا گھر پر ہیں اور اب تو باہر کی چہل پہل بتا رہی ہے کہ چاچی لبنیٰ آئی ہے شاید، باتوں کی آواز آ رہی ہے۔'' اریز کو ایک بار پھر تپ چڑھنے لگی تھی۔ وہ گھیر گھار کر اصل بات پر اُسے لے کر آتا اور وہ اپنی ہی بے تکی ہانکے جا رہی تھی۔ اریز نے بمشکل اپنے اشتعال پر قابو پایا۔

''اب کب ملو گی'' اریز نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

''کل'' فروہ نے صرف اتنا کہا اور انتظار کرنے لگی کہ اریز آگے سے کیا کہتا ہے۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

''ٹھیک ہے کل کا مطلب کل ہی ہونا چاہیے کسی ٹال مٹول سے کام مت لینا۔ اگر تم دل سے آمادہ نہیں ہو مجھے ملنے کے لیے تو صاف لفظوں میں کہہ دو، حیلے بہانے مت بناؤ۔''

''کیسی باتیں کرتے ہو اریز، بھلا محبت کو حیلے بہانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اپنے دل کی خوشی سے ملنا چاہتی ہوں۔ محبت کرتی ہوں تم سے، محبت کے دھاگے اتنے کمزور نہیں ہوتے اریز کہ انھیں ذرا سا اُلجھنے پر کھینچ کر توڑ دیا جائے۔ محبت میں صداقت ہو تو دوریاں اثر انداز نہیں ہوتیں۔'' فروہ کے ہونٹوں سے لفظ نہیں محبت ادا ہو رہے تھے دوسری طرف اریز اپنی مٹھیاں بھینچے پیچ و تاب کھا رہا تھا مگر اظہار نہیں کر سکتا تھا، ہاں لوہا گرم دیکھ کر ہلکی سی ضرب ضرور لگانی چاہی تھی۔

''فروہ مجھے کبھی دھوکہ مت دینا، میں جی نہیں سکوں گا۔'' اریز کی دل سوزی پر فروہ کا دل تڑپ اُٹھا اور زمانے بھر کا گداز اُس کے ایک دل میں آن سمایا۔ پل میں آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ جب بولی تو اس کی آواز کی بھراہٹ اریز سے چھپی نہیں رہی تھی۔

''میری محبت وقتی کشش تو نہیں ہے اریز جو فنا کے گھاٹ اتر جائے گی۔ یہ تو ان مٹ ہے، اٹوٹ بندھن ہے ہمارا۔ تم تو میری روح میں سما چکے ہو، کوئی بھی کسی قیمت پر بھی مجھے تم سے جدا نہیں کر سکتا اور اریز تم سے دھوکے یا فریب کا تصور بھی سوہانِ روح ہے۔'' وہ رو دی۔

''فروہ مجھے کبھی اکیلا مت چھوڑنا، مجھے ادھورا مت کرنا۔ اگر محبت سے آشنا کیا ہے تو جدائی کی دیوار کبھی مت اُٹھانا ہجر کی سزا مت دینا۔'' اریز بظاہر مسکرا کر بولا مگر اُس نے اپنے لہجے میں زمانے بھر کا درد سمو کر کہا۔

''ہماری محبت کو ہار کا ذائقہ کبھی نہیں چکھنا پڑے گا اریز، مجھے جیت کی امید دلاتے رہنا، تمہاری ہم راہی میری زندگی کا سب سے بڑا خواب ہے۔''

''میں تمھیں کبھی تہی داماں نہیں کروں گا۔ اپنے ساتھ رکھوں گا۔ تمہاری محبت میری طاقت ہے۔ میرا حوالہ ہے۔ لوگ تو موہوم سے اثر کے باعث برسوں اکٹھے رہ لیتے ہیں، تم تو میری ہو فروہ صرف میری۔'' اریز کی آواز مدھم پڑی، نشیلی خمار آلود دل کو تسخیر کر لینے والی روح کی گہرائیوں میں اُتر جانے والی۔

''آئی لو یو اریز۔'' وہ جذبات سے بوجھل آواز میں بولی، سرشاری و خماری اُس کے انگ انگ میں اتر رہی تھی۔ وہ خبطی سی دیوانی سی خود کو بے گانہ، جس کے خواب آسمان چھونے کے لیے تھا، جس کا دل ہواؤں میں اُڑنے کے لیے اُڑان چاہ رہا تھا، بادلوں میں رقص کرتی چاند پانے کی تمنائی۔

''لو یو ٹو میری جان، میری فروہ۔'' اریز کی سرگوشی کسی شہد کی مانند فروہ کی سماعتوں میں ٹپکائی گئی تھی۔ اس کا تن بدن محبت کی پھوار میں بھیگنے لگا۔ اس کی آنکھیں ستاروں کی مانند چمکنے لگیں۔

''اپنا وعدہ ایفا کرو، کل لازمی ملنا ورنہ روٹھ جاؤں گا اور پھر مانوں گا بھی نہیں، بھلے پھر جتنا مرضی منانا۔'' اریز کی پیار بھری دھمکی دی اور فروہ کھکھلا اُٹھی۔ اس بات سے اُسے کوئی سروکار نہیں تھا کہ احتشام کا کیا حال ہے، رحمان کتنا مغموم ہے، عائشہ کتنا روئی ہے مگر وہ خوش تھی بے تحاشا۔

''ضرور آؤں گی، اچھا رکھتی ہوں اب۔''

''نہیں۔''

''کیا نہیں۔'' فروہ نے ٹھٹھک کر پوچھا۔

''کچھ نہیں۔'' اریز نے بے ساختہ کہا تو دونوں ایک ساتھ ہنس پڑے۔ فروہ کا موڈ فریش ہو چکا تھا کیونکہ اریز کا بگڑا رویہ اب ٹھیک ہو گیا تھا۔ اُس کی اپنی زندگی تھی۔ ایک مخصوص راہ تھی۔ ایک پسندیدہ سفر تھا اور اپنی ہی خواہشیں زادِ راہ تھیں اور انھی خوبصورت شب و روز میں وہ رہنا چاہتی تھی، اپنی ہی ذات میں گم۔ اُس کی زندگی میں اریز کا آنا زیست کے معنی ہی بدل گیا تھا۔ احساسات نے رنگ بدل کر ایک خوشبوؤں بھرے

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جہاں سے اُسے روشناس کروادیا تھا، خواہشات کے کچھ نئے عکس کچھ نئی دل فریب پرکشش دنیا وجود میں آئی تھی۔ وہ بیڈ سے اُٹھی تو اس کی چوڑیوں کا جلترنگ بج اُٹھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اُٹھی اور اپنا سیل فون چارجنگ پر لگا کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

☆......☆......☆

رحمان انتہائی بددل ہو کر صوفے پر بیٹھا تھا۔ اُس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔ اُس کی انگلیاں اضطراری انداز میں بار بار پیشانی کو مسل رہی تھیں۔ وہ بار بار بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ سامنے والے صوفے پر فرقان اور لبنیٰ بیٹھے تھے۔

”میں تو کھانا بنا رہی تھی جب ریان حواس باختہ سا ہمارے گھر گیا کہ بابا احتشام کو مار رہے ہیں۔ مما رو رہی ہیں کیا ہو گیا ایسا۔“ لبنیٰ نے بہت سلیقے سے بات کی تھی۔

”وہ فیل ہو گیا ہے بھابی۔“ رحمان نے ایسے مری ہوئی آواز میں کہا گویا کسی نے اُس کے اندر سے روح نچوڑ لی ہو۔ لبنیٰ ششدر سی بے ساختہ فرقان کو دیکھنے لگی۔ وہ بھی بھونچکا رہ گیا۔ لبنیٰ نے اپنے نیم وا ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ کچھ دیر خاموشی اُن تینوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئی۔ ایسے موقعوں پر کوئی حرفِ تسلی کام نہیں آتا کوئی کیا کہے۔ اظہارِ افسوس کرے یا تسلی و تشفی دے، یہ کمزور لمحے تھے۔ لبنیٰ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ بات کیا کرے، کیسے کرے، ایسا کیا کہے کہ رحمان کا درد کا مداوا ہو سکے۔ اس کی جان مشکل میں آن پڑی تھی پھر عائشہ بھابی نے اُس کی مشکل آسان کر دی۔ وہ لبنیٰ کو سامنے پا کر دھاڑیں مار مار روتی آ کر لبنیٰ سے لپٹ گئی تھی۔ لبنیٰ یک دم بوکھلا کر رہ گئی۔ یہ کیسی افتادہ آن پڑی تھی۔

”اتنا مارا، مار مار کے لہولہان کر دیا، احتشام کی ہتھیلیوں کا سارا ماس پھٹ گیا ہے۔ اتنی بے دردی اور سنگدلی سے پیٹا۔“

”بھابی چپ کر جائیں نا، حوصلہ رکھیں، احتشام ٹھیک ہو جائے گا۔“

”سب اسی عورت کا قصور ہے۔ اسی نے احتشام کو بگاڑا ہے، گھر کا اور بچوں کا خیال رکھنا عورت کا ہی فرض ہے نا، مگر اس کو تو گھر گھر پھرنے سے ہی فرصت نہیں ہے۔ خبریں اکٹھی کرنا اور پھر گھر گھر نشر کرنا۔“ رحمان آگ بگولہ ہو رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا سب کچھ تہس نہس کر ڈالے۔

”ہاں میں بہت بُری ہوں، تم تو جیسے بہت دھیان رکھتے ہو نا اپنی اولاد کا۔“ عائشہ بھی دو بدو مقابلے پر اتر آئی۔ دونوں خوں خوار نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

”جو چیز منہ سے نکالتے ہیں فوراً لے کر دیتا ہوں۔ کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے۔ فریج چوبیس گھنٹے فروٹس، کوکز، اور مٹھائیوں سے بھرا رہتا ہے۔ دنیا کی کون سی آسائش ہے جو تم لوگوں کو میسر نہیں۔ مگر پڑھنا تو بچوں نے خود ہی ہے، اچھے اسکول میں پڑھ رہے ہیں، کوچنگ سینٹر جوائن کر رکھا ہے کھلا خرچا مگر کارکردگی صفر......“

”سب ہی کرتے ہیں تم انوکھے نہیں ہو، احسان نہیں کرتے۔“ وہ بھی عائشہ تھی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والی۔ وہ کہاں کسی کی سنتی تھی۔ لحاظ مروت جب ماں باپ میں ہی نہ ہو تو بچے بھی وہی کچھ سیکھیں گے۔ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا تھا۔ ہر کسی کے رنگ ڈھنگ نرالے تھے۔

”آپ لوگوں کے آپس کی لڑائی جھگڑے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا بھابی بلکہ اور بگڑ جائے گا۔ آرام سے بیٹھ کر بات کریں، اس طرح ہنگامہ نہ کریں۔“ لبنیٰ نے تنگ آ کر کہہ دیا وہ کچھ دخل اندازی نہیں کرنا چاہتی تھی مگر عائشہ بھابی کی قینچی کی طرح چلتی زبان سے عاجز آ کر بول اُٹھی، فرقان بھی خاموش تھا۔ وہ دونوں میاں بیوی ہی زندگی کے ہر معاملے قصوروار تھے مگر کیا وہ لبنیٰ کا یہ کڑوا سچ برداشت کر لیتے۔ کبھی بھی نہیں اس لیے خواہ مخواہ سمجھانے بجھانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا، جب کوئی اثر ہی نہیں ہونا تھا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ دونوں اب بھی لبنیٰ اور فرقان کا لحاظ کیے بنا ایک دوسرے پر الزام رکھ رہے تھے۔ ایک دوسرے کو کوس رہے تھے۔ بڑھ چڑھ کر الفاظ کے تیر چلا چلا کر جھنڈے گاڑ رہے تھی۔ بالآخر عائشہ منہ پر دوپٹہ ڈال کر پھپھک کر رونے لگی۔ لبنیٰ کو اس وقت اپنا یہاں موجود ہونا انتہائی طیش دلا رہا تھا۔ وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی، کیا ڈھارس بندھواتی، کیا کہتی، عائشہ ڈنکے کی چوٹ پر مقابلہ کر کے اب ٹسوے بہا رہی تھی۔

یہی وہ وقت تھا جب فروہ کمرے سے ٹی وی لاؤنج میں آئی تھی۔ اس نے یوں تاثر دیا جیسے باہر ہونے والی ساری کارروائی سے بے خبر ہو۔ عائشہ اب فروہ کو بتا رہی تھی کیا ہوا، کیسے ہوا۔ فروہ اُس کی دلجوئی کر رہی تھی۔ لبنیٰ ان کو مگن دیکھ کر موقع غنیمت جان کر وہاں سے اُٹھ گئی ہاں البتہ فرقان رحمان کے پاس جا بیٹھا۔

فروہ کی اریز سے دوستی دو ماہ پرانی تھی۔ وہ اُسے فیس بک پر ملا تھا۔ وہ بلاشبہ دل موہ لینے والی بارعب شخصیت کا مالک تھا۔ اس کی شکل وصورت فروہ کی دلچسپی کا سبب بنی تھی۔ اس نے خود فروہ کو فرینڈ ریکوسٹ بھیجی تھی جسے بلاتر دو فروہ نے ایکسپٹ کر لیا اور پھر وہ دوست بن گئے۔ چند دنوں کی دوستی محبت میں کب تبدیل ہوئی پتا بھی نہیں چلا۔ ان کی دو تین ملاقاتیں بھی ہو چکی تھیں سرسری سی۔ مقصد صرف ایک دوسرے کو دیکھنا تھا۔ وہ ایک دوسرے کی تصویریں تو دیکھتے ہی رہتے تھی مگر فیس ٹو فیس دیکھنے کی تو بات ہی اور تھی اس لیے اب ان کی باقاعدہ ملاقات ہونی تھی، اکٹھے کھانا کھانے کا بھی پروگرام تھا۔

فروہ گھر سے تیار شیار ہو کر نہیں آئی تھی بس کمرے سے وہ بہترین لباس میچنگ جوتے پہن کر ہی باہر نکلی تھی۔ اس نے عائشہ کے کمرے میں جھانکا، وہ اپنے بیڈ روم میں نہیں تھی۔ کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھیں مطلب زینت کچن میں ہی تھی۔ اب اس کا رخ کچن کی طرف تھا۔

''مما کہاں ہیں'' زینت واضح سٹپٹائی۔ اُس کے ہاتھ میں تازہ جوس کا گلاس تھا، مارے گھبراہٹ کے جوس ذرا سا چھلک گیا۔ مگر فروہ کہاں متوجہ تھی۔

''احتشام کے پاس ہیں۔'' زینت کے بتانے پر وہ جیسے عجلت میں آئی تھی ویسے ہی پلٹی۔ زینت نے سکون کی سانس لی۔ فروہ کچھ سوچ کر پھر اُسی رخ پر کھڑی بولی۔

''اور بابا......''

''وہ چلے گئے صبح صبح ہی۔'' فروہ اب احتشام کے بیڈ روم کی طرف بڑھی، زینت نے جوس کا گلاس غٹا غٹ اندر اُتارا اور لمبی سی ڈکار لے کر خدا کا شکر ادا کیا جس نے زینت کو ایسے گھر میں نوکری دلوائی۔

عائشہ احتشام کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی۔ دونوں ماں بیٹا باتیں کر رہے تھے۔ عائشہ خوب اُس پر پیار لٹا رہی تھی۔ وہ پہلے ہی لاڈلا تھا، اب تو خوب نخرے کر کے لاڈ اٹھا رہا تھا۔

''مما میں جا رہی ہوں پارلر'' فروہ نے اطلاع دی۔

''کچھ کھا یا بیٹا۔''

''نہیں مما صبح صبح کہاں کچھ حلق سے اُترتا ہے۔''

''تمہارے بابا بھی آج صبح صبح چلے گئے بغیر کچھ کھائے پیے۔ ملتان جانا تھا کسی دوست کے ساتھ انہیں، کوئی نیا کاروبار شروع کر رہے ہیں کسی دوست کے ساتھ۔'' وہ بغیر پوچھے ہی بتاتی چلی گئیں۔

''اپنی گاڑی پر گئے ہیں کیا''

''ہاں۔'' عائشہ کی ہاں پر فروہ بدمزا سی ہو کر رہ گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ آج گاڑی وہ لے جاتی مگر......

''اچھا ٹھیک ہے مما میں چلوں۔''

(اس خوبصورت ناولٹ کا اگلا حصہ ماہ مئی میں ملاحظہ فرمائیے)

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY